بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

خدمتِ خلق کے طریقے بہت ہیں

سید جلال الدین عمری

اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے جو معاشرہ کے کم زوروں، ناداروں اور محتاجوں کے ساتھ زبانی ہمدردی کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں، لیکن ان کے ساتھ عملاً ہمدردی کرنے والے ذرا مشکل ہی سے ملتے ہیں۔ معاشرہ کے جو افراد معاشی اور اقتصادی مشکلات میں گرفتار ہوں انھیں زبانی ہمدردی سے زیادہ مالی تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ لطف و محبت کے کلمات اور میٹھی باتوں سے وقتی طور پر انھیں تھوڑی سی قلبی راحت اور سکون چاہے مل جائے لیکن ان کی مشکلات دور نہیں ہو سکتیں۔ وہ اسی مقام پر کھڑے ہوں گے جہاں پہلے تھے۔

انسانوں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا ذکر کیا جاتا ہے تو عام حالات میں ذہن اسی مالی تعاون کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اسلام نے مال کے انفاق پر زور دے کر اور اس کے اجر و ثواب کا ذکر کر کے اس کی اہمیت کو نمایاں کیا ہے۔ اس کے نزدیک انسان کے مال میں معاشرہ کے نادار، بے کس اور وسائل سے محروم افراد کا حق ہے۔ اس حق کو ادا کرنے کی وہ ترغیب دیتا ہے اور قانون کے ذریعہ ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کا نظم کرتا ہے۔

یہاں اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے اور اسلام اس کی طرف بار بار توجہ دلاتا ہے کہ کسی کی خدمت اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کے معنی یہی نہیں ہیں کہ اس کی مالی مدد کی جائے اور اس کی مادی ضرورتیں پوری کر دی جائیں، بلکہ اس میں محبت، ہمدردی، دل جوئی اور وہ اعلیٰ اخلاقی رویہ بھی داخل ہے جو ایک شریف انسان دوسرے انسان کے ساتھ اختیار کرتا ہے اور جسے حسنِ خلق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انسان اس دنیا میں اسی کا محتاج نہیں ہے کہ پیٹ بھرنے کے لیے اسے دو وقت روٹی، تن ڈھانکنے کے لیے کپڑا اور سر چھپانے

کے لیے مکان مل جائے۔ اگر وہ بیمار پڑ جائے تو اسے شفا خانے پہنچا دیا جائے۔ بلکہ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ غریب اور نادار ہے تو اسے حقیر اور ذلیل نہ تصور کیا جائے۔ اس کے ساتھ مساوات اور برابری کا برتاؤ کیا جائے۔ وہ بیمار ہے تو اس کی دوا داروہی کا انتظام نہ ہو بلکہ اس کی خدمت اور تیمارداری بھی کی جائے۔ اس میں کوئی خوبی ہے تو اس کا اعتراف کیا جائے، اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو عفو و درگزر سے کام لیا جائے اس کی خوشی اور غم میں شرکت کی جائے اور ٹھوس مادی تعاون کے ساتھ گفتگو، میل جول اور تعلقات میں بھی اعلیٰ اخلاقی رویہ اختیار کیا جائے۔

قرآن مجید اور حدیث کی رو سے اس کے بغیر خدمت اور حسنِ سلوک کا تصور مکمل نہیں ہوتا۔ اس کی ایک اچھی مثال یہ ہے کہ ماں باپ اسی کے محتاج نہیں ہوتے کہ اولاد ان کے کھانے کپڑے کا انتظام کرے۔ بلکہ وہ اولاد سے ایسی محبت اور ہمدردی کے بھی طالب ہوتے ہیں جو ان کے بڑھاپے کی کلفتوں کو دور کر دے۔ ان کو یہ احساس نہ ہونے دے کہ وہ معاشرے میں اکیلے، تنہا اور بے مصرف ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان کی ضعیفی اور پیرانہ سالی کی رعایت کرے۔ ان کو اپنا بڑا مانے اور ان کے ساتھ تعظیم و توقیر سے پیش آئے۔ قرآن مجید نے اولاد کو ان کی معاشی کفالت کا حکم نہیں دیا بلکہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید کی جس میں معاشی کفالت بدرجۂ اولیٰ اور سب سے پہلے شامل ہو جاتی ہے[1]۔ اب دیکھئے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا قرآن کے نزدیک تصور کیا ہے۔

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ	والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے
اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا	پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اف
تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا	تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اور ان کے
وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا	ساتھ ادب اور تہذیب سے بات کرو اور
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ	ان کے لیے دعا کرو کہ اے اللہ تو ان کے

[1] فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے کہ آدمی کے والدین چاہے مسلمان ہوں یا کافر، ان کا نان ونفقہ اس پر واجب ہے۔ اس کی دلیل یہ دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر والدین کے ساتھ بھی برتاؤ میں 'معروف' کی پابندی کا حکم دیا ہے (لقمٰن: ۱۵) اس کا تقاضا ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔ 'لیس من المعروف ان یعیش فی نعم اللہ تعالیٰ ویترکھما جوعا'، یعنی یہ کوئی نیکی اور معروف نہیں ہے کہ آدمی خود تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے اور والدین کو بھوکا مرنے چھوڑ دے۔ ہدایہ: ج ۲ ص ۴۲۵ — ۴۲۶

مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا ۝ (بنی اسرائیل: ۲۳-۲۴)

ساتھ اسی طرح رحم فرما جس طرح انھوں نے محبت اور ہمدردی سے مجھے بچپن میں پالا تھا۔

بعض اوقات ہمدردی کا ایک لفظ، محبت بھری ایک بات اور ایک کلمۂ خیر کی مادّی تعاون سے زیادہ قدر و قیمت ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے شیریں کلامی اور حسنِ تخاطب کو اتنی اہمیت دی ہے کہ ایک جگہ نماز اور زکوٰۃ سے پہلے اس کا ذکر ہے۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (بقرہ: ۸۳)

اور لوگوں سے اچھے طریقے سے بات کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔

ایک غریب اور نادار شخص کی خدمت تو روپیہ پیسہ کے ذریعہ کی جاسکتی ہے لیکن جس کے پاس خود دولت ہو اسے ہمارے پیسہ کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ البتہ ہمدردی اور محبت اور اخلاقی رویہ کا محتاج ہر شخص ہے۔ اس سے نہ کوئی امیر بے نیاز ہو سکتا ہے نہ کوئی فقیر۔

خدمت کے مختلف طریقے

احادیث میں اس پہلو کو بہت نمایاں کیا گیا ہے کہ انسانوں کی خدمت روپیہ پیسہ ہی کے ذریعہ نہیں ہوتی بلکہ کسی معذور کی مدد کرنا، کسی اندھے کو راستہ دکھانا، راستہ سے کوئی تکلیف دور کرنا، کسی کو پانی بھر کے دے دینا حتیٰ کہ کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا اور حسن سلوک کرنا یہ بھی ان کی خدمت ہے اور روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی طرح یہ بھی صدقہ ہے۔ یہاں اس سلسلہ کی بعض حدیثیں پیش کی جارہی ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

على كل مسلم صدقة قالوا فان لم يجد قال فيعمل بيديه فينفع نفسه ويتصدق قالوا فان لم يستطع او لم يفعل قال فيعين ذا الحاجة الملهوف قالوا فان لم يفعل قال فليأمر بالخير او قال

ہر مسلمان پر صدقہ کرنا واجب ہے اس پر صحابہؓ نے سوال کیا کہ اگر کسی کے پاس صدقہ کے لیے کچھ نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرے، جو ملے اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور دوسروں پر بھی خرچ کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کی بھی طاقت نہ ہو تو

بالمعروف قال فان لم یفعل قال فلیمسك عن الشر فانه له صدقة [1]	کیا کیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا کسی ضرورت مند اور مصیبت زدہ کی (مال کے علاوہ کسی اور طریقے سے) مدد کرے۔ عرض کیا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کیا کیا جائے؟ ارشاد فرمایا کہ بھلائی کا حکم دے یا یہ فرمایا کہ معروف کا حکم دے۔ عرض کیا گیا کہ اگر کوئی شخص یہ بھی نہ کر سکے تو اس کے لیے کیا ہدایت ہے؟ فرمایا وہ برائی سے رک جائے۔ یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

اس حدیث کے ذیل میں محدثین نے بعض باتوں کی وضاحت کی ہے۔

مالی صدقات اہلِ ثروت کر سکتے ہیں۔ لیکن صدقہ وخیرات مال کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اس کی اور صورتیں بھی ہیں۔ ان صورتوں پر عام حالات میں بغیر زحمت کے ہر شخص عمل کر سکتا ہے۔ حدیث میں اعمالِ خیر کی ترتیب نہیں بیان ہوئی ہے بلکہ مثالوں سے مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ بتانا مقصود یہ ہے کہ آدمی اعمالِ خیر میں سے ایک پر عمل نہ کر سکے تو دوسرے پر عمل کر سکتا ہے۔ جو شخص ان سب پر عمل کر سکے اسے ضرور ان پر عمل کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ مال خرچ کرنے کی جہاں ضرورت ہو وہاں مال خرچ کرنا ہی افضل ہے۔ اس کی جگہ جن اعمال کا ذکر کیا گیا ہے ان کا درجہ اس کے بعد ہے۔ حدیث میں شر سے بچنے کو بھی صدقہ کہا گیا ہے۔ اگر آدمی دوسرے کے ساتھ برائی کرنے سے باز رہے تو یہ اس پر صدقہ ہے، اگر اس شر کا تعلق خود اس کی اپنی ذات سے ہو تو یہ اس پر صدقہ ہے۔ حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ شفقت اور ہمدردی کا رویہ ہونا چاہیے۔ یہ مال اور غیر مال دونوں ذریعہ سے ممکن ہے۔ مال کے ذریعہ مدد کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی اپنے پاس موجود مال خرچ کرے دوسرے یہ کہ محنت سے حاصل کر کے خرچ کرے۔ مال کے علاوہ جو مدد ہوگی۔ اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ آدمی کسی کی تکلیف دور کرے گا یا اسے تکلیف پہونچانے سے باز رہے گا۔ حدیث کے الفاظ میں یہ سب

---

[1] بخاری، کتاب الادب، باب کل معروف صدقة۔ مسلم، کتاب الزکوٰة، باب بیان ان اسم الصدقة یقع کل نوع من المعروف۔

وہ صدقات ہیں جو ایک انسان دوسرے پر کرتا ہے[۱]

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کل سلامی من الناس علیہ صدقۃ	جب ہر روز سورج طلوع ہوتا ہے تو
کل یوم تطلع فیہ الشمس۔	آدمی کے جوڑ جوڑ پر صدقہ واجب ہوجاتا ہے۔

لیکن صدقہ مال ہی کا نہیں ہوتا بلکہ اس کی اور صورتیں بھی ہیں۔ اس کی وضاحت آپ نے اس طرح فرمائی۔

یعدل بین الاثنین صدقۃ	کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان انصاف
ویعین الرجل علی دابتہ فیحمل	کردے یہ بھی صدقہ ہے، کسی کو جانور پر
علیہا اویرفع علیہا متاعہ	سوار ہونے میں مدد دے یہ بھی صدقہ ہے
صدقۃ والکلمۃ الطیبۃ	سواری پر کسی کا سامان رکھ دے یہ بھی صدقہ
صدقۃ وکل خطوۃ یخطوھا	ہے۔ زبان سے اچھی بات کرے یہ بھی صدقہ
الی الصلوٰۃ صدقۃ ویمیط الاذی	ہے۔ اسی طرح نماز کے لیے جو قدم اٹھائے
عن الطریق صدقۃ[۲]	وہ بھی صدقہ ہے۔ راستہ سے کسی تکلیف دہ
	چیز کو دور کردے یہ بھی صدقہ ہے۔

حضرت ابوذرؓ کی ایک روایت سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
وسلم تبسمک فی وجہ اخیک	فرمایا۔ تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا
لک صدقۃ وامرک بالمعروف	صدقہ ہے، تمہارا معروف کا حکم دینا
ونھیک عن المنکر لک	اور منکر سے منع کرنا صدقہ ہے، تمہارا جنگل
صدقۃ وارشادک الرجل	وبیابان میں جہاں راستہ کا پتہ نہ چلے، کسی
فی الارض الضلال لک صدقۃ	کو راستہ دکھانا صدقہ ہے، تمہارا راستہ سے
واماطتک الاذی والشوک	گندگی، کانٹا اور ہڈی (جیسی چیز) ہٹا دینا

۱۔ فتح الباری : ۳/۱۹۸

۲۔ بخاری، کتاب الجہاد، باب اخذ الرکاب ونحوہ۔ مسلم کتاب الزکوٰۃ، باب ان اسم الصدقۃ یقع الخ

والعظم عن الطریق لك	صدقہ ہے، تمہارا اپنے ڈول سے پانی
صدقۃ وافراغك من	بھر کر اپنے بھائی کے ڈول میں ڈال دینا
دلوك فی دلو اخیك لك صدقۃ[۱]	صدقہ ہے۔ یہ سب صدقات ہیں۔ ان
	میں سے ہر ایک کا تمہیں ثواب ملے گا۔

ان حدیثوں میں انسانوں کی خدمت اور ان کی بھلائی کی بہت سی صورتیں بیان ہوئی ہیں ان میں سے بعض تو وہ ہیں کہ خدمت کا جذبہ ہو تو بڑی آسانی سے ان پر عمل ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ کی ایک روایت حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کل معروف صدقۃ[۲]	بھلائی کا ہر کام صدقہ ہے۔

یہ ایک جامع حدیث ہے جو خدمت خلق کی سب ہی شکلوں پر حاوی ہے۔ بنی نوع انسان کی جس شکل میں بھی خدمت کی جائے وہ اس پر صدقہ واحسان ہے اور خدمت کرنے والا اس کے اجر وثواب کا مستحق ہے۔

صدقہ وخیرات کا کار خیر ہونا ہر شخص پر واضح ہے۔ اس کی اہمیت وافادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ انسانوں کی خدمت اور ان کی بھلائی کے ہر کام کو صدقہ قرار دے کر اس کی عظمت دلوں میں بٹھا دی گئی ہے۔ مزید ہدایت یہ کی گئی ہے کہ بھلائی کے کسی چھوٹے سے عمل کو بھی حقیر سمجھ کر نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس لیے کہ خلق خدا کو جو فائدہ بھی پہونچایا جا سکتا ہے اس سے ہاتھ روک لینا صحیح نہیں ہے۔ حضرت ابوذرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لا تحقرن من المعروف	بھلائی کے کسی کام کو حقیر ہرگز نہ سمجھو۔
شیئا ولو ان تلق اخاك بوجه	اگرچہ وہ اپنے بھائی سے مسکرا کر تمہارا
طلیق[۳]	ملنا ہی کیوں نہ ہو۔

---

[۱] ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی صنائع المعروف۔ [۲] بخاری، کتاب الادب، باب کل معروف صدقۃ و رواہ مسلم عن حذیفہؓ، کتاب الزکوٰۃ، باب ان اسم الصدقۃ یقع الخ

[۳] مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب طلاقۃ الوجہ عند اللقاء